حضرت العلام حافظ محمد صاحب گوندلوی
مدظلہ العالی!

دوامِ حدیث

قسط ۱۱

ایک اسلام

تحریفِ حدیث کا دوسرا سبب، آسان اسلام:

اس میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اسلام جہاد و قتال کو فرض قرار دیتا ہے۔ مگر حدیث سے ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ حالانکہ حدیث، کتاب الجہاد میں یہ باتیں احسن طریقہ پر بیان ہو چکی ہیں۔ فقہ کی تمام کتابوں میں کتاب الجہاد موجود ہے۔ انگریز کے ساتھ علماء دین جہاد کرتے رہے

اب اس کے بعد موضوع حدیثیں بیان کی ہیں،

(۱) بلی سے محبت ایمان۔
سخاوی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔

(۲) مَن تعلم بابا من العلم لیعلم الناس ابتغاء وجہ اللہ اعطاہ اللہ اجر سبعین نبیا "

کہ "جو مولوی کسی طالب علم کو کسی کتاب کا ایک ہی باب فی سبیل اللہ پڑھا دے، اللہ (تعالیٰ) اسے ستر نبیوں کا اجر عطا فرماتا ہے۔" (آسان اسلام صـ۱۳۱)

اس حدیث کو "تذکرۃ الموضوعات" میں موضوع قرار دیا گیا ہے۔ مصنف نے اسکا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: "جو علم کا ایک باب پڑھے تاکہ لوگوں کو اللہ واسطے پڑھاوے، اللہ تعالیٰ اسے ستر نبیوں کا اجر عطا فرماتے ہیں"

آگے ایک حدیث وضو کی فضیلت میں لکھی ہے ۔ جس کا مضمون یہ ہے :
وضو کے ہر قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے ، جو ستر زبانوں میں اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے ، قیامت میں اس کو اس کا ثواب ملتا ہے "
یہ حدیث بھی موضوع ہے ، دیکھو تذکرۃ !
اس کے بعد ایک اور موضوع حدیث لکھی ہے ، جس کا مضمون یہ ہے :
جو آدمی مرنے کے بعد ایک ورقہ علم کا چھوڑ جائے ، وہ ورقہ جہنم اور اسکے درمیان آڑ بن جائے گا "
یہ حدیث بھی موضوع ہے ، دیکھو میزان ، تذکرہ ۔
اس کے بعد ایک اور حدیث موضوع لکھی ہے :
" من کتب بسم الله الرحمٰن الرحیم ، فجودہٗ تعظیما للّٰہ غفر لہٗ "
کہ " جو شخص بسم اللہ کو خوشخط لکھے ، اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں "
یہ بھی موضوع ہے (تذکرہ)
ایک اور حدیث :
" جو شخص سال بھر کسی مسجد میں سچی نیت سے اذان دیتا رہے ، وہ قیامت کے دن جنت کے دروازہ میں کھڑا ہوگا ، اس کو اختیار دیا جائے گا ، جس شخص کی چاہے ، شفاعت کرے ۔
موضوع (تذکرہ)
پھر حج کے بارہ میں ایک موضوع روایت لکھی ہے ۔ کہ
" جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھے ، اس کو اتنا ثواب ملے گا ، گویا اس نے پچاس حج کئے "
مگر یہ حدیث صحیح نہیں ، تیسرے درجہ کی ضعیف بلکہ موضوع ہے ۔
اس کے بعد ایک اور موضوع حدیث " لا الٰہ الا اللہ " کی فضیلت میں ذکر کی ہے کہ :
" جو شخص " لا الٰہ الا اللہ " ۔۔ ۔۔ پڑھے ، اس کے چار ہزار کبیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں "
یہ موضوع حدیث بھی تذکرہ میں ذکر کی گئی ہے ۔

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو :

"ان امتی امۃ مرحومۃ لا عذاب علیہا فی الآخرۃ "

کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا) میری امت بخشی ہوئی ہے، اسے قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا "

موضوع ہے (تذکرہ)

اب تک جس قدر حدیثیں ذکر کی ہیں وہ سب موضوع ہیں اور محدثین نے ان کو غیر معتبر کہا ہے۔ پھر معلوم نہیں، ان کے ذکر کرنے میں تحریف کا اثبات ہوتا ہے یا نفی کا، ظاہر تو یہی ہے کہ وضع کرنے والا تو حدیث میں اضافہ کرنا چاہتا تھا مگر محدثین نے اس کا مکر چلنے نہ دیا، پس یہ حدیث کی حفاظت ہوئی۔

آگے کہتے ہیں :

سوم طریقت :

"مشکل اسلام سے بھاگنے والے دو گروہ تھے، ملّا اور پیر، پیر نے جہاد سے جان چھڑانے کے لئے اپنے ہو حق کے نعروں کو جہاد اکبر بنا لیا اور اپنے مسلک پر احادیث گھڑنا شروع کر لیں۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ علم باطل کیا چیز ہے؟

حضور نے فرمایا، یہی سوال میں نے جبریل سے پوچھا تھا، اس نے جواب دیا کہ ایک راز ہے جسے صرف اللہ اور اس کے چند اولیا رو اصفیا جانتے ہیں نہ کوئی فرشتہ اس راز سے آگاہ ہے اور نہ کوئی پیغمبر"

یہ بھی موضوع ہے (تذکرہ)

اس کے بعد ذکر اللہ اور تسبیح کے ثواب میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ :

" اگر ایک بادشاہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ذکر خدا میں کتنا لطف ہے تو وہ سلطنت چھوڑ دے اور اگر اس کی ایک تسبیح کا ثواب عام دنیا پر تقسیم کر دیا جائے تو ہر شخص کے حصے میں کائنات عالم کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں آئیں "

موضوع ہے۔ (تذکرہ)

یہاں صرف دو موضوع حدیثیں بیان کی ہیں، جن کو محدثین نے چھانٹ دیا ہے

اور اسی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ محدثین نے حدیث کی کس قدر حفاظت کی ہے۔

تحریفِ حدیث کا چوتھا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

چہارم، بادشاہوں کی خوشامد:

(۱) "یامعاویۃ انت منی وانا منک"

کہ "اے معاویہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے!" (موضوع، تذکرہ)

(۲) "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا"

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ!" (موضوع، تذکرہ)

(۳) "لکل امۃ فرعون وفرعون ھذہ الامۃ معاویۃ"

"ہر امت کا ایک فرعون ہے اور اس امت کا فرعون معاویہ ہے۔ (موضوع۔ تذکرہ)

(۴) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس اذا کانت سنۃ خمس ثلاثین و مأیۃ فالخلافۃ لک ولولدک فنھم السفاح والمنصور والمھدی"

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس(رض) کو فرمایا کہ ۱۳۵ھ میں خلافت تمہاری اولاد میں منتقل ہوجائے گی، ان سے ایک سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے۔"

(موضوع۔ تذکرہ)

(۵) "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطیر بالحمام"

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبوتر اڑایا کرتے تھے!" (موضوع۔ تذکرہ)

(۶) "ان اللعب بالحمام من عمل قوم لوط"

"کبوتر سے کھیلنا قومِ لوط کا عمل ہے!" (موضوع تذکرہ)

(۷) "اکرموا البقر فانہا سیدۃ البہائم ما رفعت طرفہا منذ عبد العجل"

"گائے کی تعظیم کرو، کیونکہ وہ مویشیوں کی سردار ہے، اور جب سے یہودیوں نے گوسالہ پرستی کی، یہ بے چاری شرم سے اپنا سر آسمان کی طرف نہ اٹھا سکی!" (موضوع۔ تذکرہ)

(۸) "من لم یکن عندہ صدقۃ فلیعن الیھود"

کہ "جس شخص کے پاس صدقہ کے لئے کوئی چیز نہ ہو، وہ یہودیوں پر لعنت کرے!"

(موضوع۔ تذکرہ)

ان احادیث کا بھی تحریفِ حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ موضوع ہیں۔ محدثین نے

ان کو الگ کر دیا ہے۔ یہ حفاظتِ حدیث کی دلیل ہے، نہ کہ تحریف کی۔
پھر لکھتے ہیں:

پنجم، فرقہ پرستی:

(۱) "صنفان من امتی لیس لھما نصیب فی الاسلام القدریۃ والمرجیۃ"
"میری امت کے دو فرقوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں، قدریہ اور مرجیہ۔"

(۲) "القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ . . . الخ"
"قدریہ اس امت کے مجوس ہیں، اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو جنازہ نہ پڑھو۔ . . تذکرۃ الموضوعات میں ان کو موضوع کہا گیا ہے۔"

مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں موضوع نہیں، پہلی حدیث حسن ہے اور دوسری بھی قابلِ استشہاد ہے۔

(۱) "اول ما خلق اللہ العقل" (موضوع۔ تذکرہ)

(۲) "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق فمن قال غیر ھذہ فاقتلوہ . . .
من قال القرآن مخلوق فقد کفر"
"قرآن غیر مخلوق ہے (قدیم ہے) جو اسے مخلوق کہے، اسے مار ڈالو، جو شخص قرآن کو غیر مخلوق سمجھے، وہ کافر ہے۔" (موضوع۔ تذکرہ)

اس حدیث کے آگے محاکمہ کرتے ہیں:
"بات سیدھی سی تھی، جس پر غور نہ کیا گیا، چیزیں دو تھیں، وصفِ کلام اور کلام گفتگو کی اہلیت یا وصف الگ چیز ہے اور گفتگو کرنا الگ۔ ہر آدمی وصفِ کلام (گفتگو کی اہلیت) کے ساتھ پیدا ہوتا ہے لیکن وہ مضامین، اشعار اور کتابیں بعد میں لکھتا ہے۔ وصفِ کلام پیدائشی ہے، کلام اور نتائجِ کلام بعد کی پیداوار ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وصفِ کلام اللہ تعالیٰ کی طرح قدیم ہے، لیکن نتائجِ کلام (موسیٰ سے کلام، تورات، انجیل، قرآن وغیرہ) بعد کی پیداوار ہیں، اور اس لئے حادث ہیں۔" (دو اسلام ص ۲۴۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ معتزلہ جو مخلوق کہتے تھے، وہ نتائج کو مخلوق کہتے تھے، اور امام احمدؒ جو غیر مخلوق کہتے تھے وہ وصفِ کلام یعنی اہلیتِ کلام کے اعتبار سے کہتے تھے یعنی دونوں کا مطلب الگ الگ تھا۔ نزاعِ لفظی تھا، اس کا مطلب قرآن سے کچھ اور تھا اور امام احمدؒ کا کچھ

اور یعنے بے وقوفوں کی منڈی تھی جو ایک دوسرے کو اپنا مطلب سمجھا نہ سکے۔ حالانکہ یہ بین بات ہے کہ نزاع ایک چیز میں تھا۔ قرآن میں تھا نہ وصف کلام میں۔ وجہ نزاع کی بات یہ تھی کہ معتزلہ چونکہ اس قرآن کو حادث سمجھتے تھے، اس لئے وہ اللہ کے ساتھ اس کا قیام محال جانتے تھے اس واسطے ان کے نزدیک قرآن اللہ تعالیٰ سے منفصل چیز سمجھا جاتا تھا اور جو اللہ تعالیٰ سے منفصل ہو۔ وہ مخلوق ہوتی ہے۔

اور امام احمدؒ اس منطق کے قائل نہ تھے، وہ کہتے تھے، قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا وصف ہے، بس ضروری ہے کہ اس کے ساتھ قائم ہو۔ پس جو چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوگی، وہ ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی طرح غیر مخلوق ہو۔ کیونکہ مخلوق اس چیز کو کہتے ہیں جو حادث اور منفصل ہو۔ گویا نزاع صرف یہ تھا کہ کلام باری، باری تعالیٰ سے منفصل ہے یا متصل۔ معتزلہ منفصل کہتے تھے اور امام احمدؒ متصل۔ متصل ماننے سے غیر مخلوق ہوگا اور منفصل ماننے سے مخلوق!

اس کے بعد رافضیوں کے متعلق ایک حدیث کا ذکر ہے:

"الرافضۃ الذین رفضوا دینی"

رافضہ وہ ہیں جنھوں نے میرے دین کو چھوڑ دیا۔　　(موضوع۔ تذکرہ)

ایک اور حدیث:

"اتقوا الیھود والھنود!"

یہود اور ہنود سے بچو!　　(یہ بھی موضوع ہے)

ایک اور وضعی حدیث:

"سراج امتی ابو حنیفۃ"

ابو حنیفہ میری امت کا چراغ ہے!　　(موضوع اللآلی)

ایک اور موضوع حدیث یہ ہے:

"سیکون من امتی رجل یقال لہ محمد بن ۔ ۔ ۔ اضر علی امتی من ابلیس"

میری امت میں ایک شخص محمد بن ۔ ۔ ہوگا، میری امت پر وہ ابلیس سے بھی زیادہ مضر ہوگا

(باقی آئندہ۔ ان شاء اللہ)